علامہ اقبال کی
ایک فراموش شدہ نظم

لطف اللہ بدوی

سال ۱۸۹۷ء میں اردو زبان کے ایک دلدادہ اور مبلغ، مولوی وحید الدین سلیم مرحوم نے علیگڈھ سے ایک رسالہ ''معارف،، کے نام سے جاری کیا، جو ہر مہینہ بڑی باقاعدگی سے شایع ہوتا تھا۔ جناب اکبر الہ آبادی نے جو اس وقت مرزا پور کے سیشن جج تھے، اس کے متعلق یہ رائے دی تھی : (۱)

> ''رسالہ ''معارف،، نہایت عمدہ رسالہ ہے۔ اسمیں سائنٹیفک اور تاریخی مضامین بڑے لایق بزرگوں کے قلم سے نکلتے ہیں۔ میں دل سے اس رسالہ کی ترقی چاہتا ہوں، جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی علمی ترقی چاہتا ہوں۔ اس طرح کا کوئی اور رسالہ اپر انڈیا میں نہیں نکلتا۔ کم از کم میری نظر سے نہیں گزرا۔ بجائے 'معارف، کے اس کا نام 'آفتاب علم، زیادہ اچھا ہوتا، کیونکہ اس میں حضرات شمس العلماء کے مضامین اکثر ہوتے ہیں،،۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت کے ہندوستان کے مشاہیر زبان اردو ''معارف،، کیلئے مضمون تحریر کرنا اپنے لئے باعث فخر اور نشان امتیاز سمجھتے تھے۔ مولوی سراج الحسن ترمذی صاحب ''معارف،، اور اس کے مدیر وحید الدین سلیم کا پرشکوہ الفاظ میں یوں ذکر کرتے ہیں : (۲)

> ''تہذیب الاخلاق کی وفات کے بعد، جس نے قوم کی سوتی ہوئی دماغی اور اخلاق قابلیتوں میں ایک تحریک پیدا کردی تھی، ایک ایسے رسالے کے وجود کی ضرورت تھی جو زور اور صداقت، آزادی اور متانت کے ساتھ قوم کی ترجمانی کرے۔ یہ معمولی کام نہ تھا۔ اس لئے ایک قابل، تجربہ کار اور قوم پرست ایڈیٹر کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس کا قرعہ جناب سلیم کے نام پر پڑا۔ اور افق علیگڈھ پر ''معارف،، جلوہ گر ہوا جس نے اپنے قوت جاذبہ سے سارے ملک

---

۱ — معارف علیگڈھ : اگست ۱۹۰۰ء

۲ — رسالہ اردو اورنگ آباد : جنوری ۱۹۲۹ء

کو اپنا گرویدہ بنالیا ۔ اور سنہ ۱۸۹۸ء سے لے کر کئی سال تک آب و تاب کے ساتھ ضوفشاں رہا۔''

اس رسالہ کے پرانے فائیلوں کو میں دیکھ رہا تھا کہ ستمبر ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں اقبال کی ایک نظم بالکل شروع میں ہی نظر آئی ۔ نظم کا عنوان ''شمع ہستی'' ہے ۔

قبل اسکے کہ میں یہ نظم قارئین کے سامنے پیش کروں ایک تاریخی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے ۔ سر عبدالقادر مرحوم نے ''بانگ درا'' کی تمہید میں رقم فرمایا ہے کہ :(۳)

> ''میں نے ادب اردو کی ترقی کیلئے رسالہ ''مخزن'' جاری کرنے کا ارادہ کیا ۔ اس اثنا میں شیخ محمد اقبال سے میری دوستانہ ملاقات پیدا ہوچکی تھی ۔ میں نے ان سے وعدہ لیا کہ اس رسالہ کے حصہ' نظم کیلئے وہ نئے رنگ کی نظمیں مجھے دیا کرینگے ۔ پہلا رسالہ شایع ہونے کو تھا کہ میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے کوئی نظم مانگی ۔ انہوں نے کہا ابھی کوئی نظم تیار نہیں ۔ میں نے کہا 'ہمالہ' والی نظم دیدیجئے اور دوسرے مہینہ کیلئے کوئی اور لکھئے ۔ انہوں نے اس نظم کے دینے میں پس و پیش کیا کیونکہ انہیں یہی خیال تھا کہ اس میں کچھ خامیاں ہیں۔ مگر میں دیکھ چکا تھا کہ وہ بہت مقبول ہوئی ۔ اس لئے میں نے زبردستی وہ نظم ان سے لے لی اور ''مخزن'' کی پہلی جلد کے پہلے نمبر میں، جو اپریل سنہ ۱۹۰۱ء میں نکلا، شایع کردی ۔ یہاں سے گویا اقبال کی اردو شاعری کا پبلک طور پر آغاز ہوا۔''

سر عبدالقادر مرحوم کی تحریر سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے علامہ اقبال کی کوئی نظم شایع نہ ہوسکی تھی ۔ لیکن ''معارف'' علیگڈھ میں علامہ کی یہ نظم دیکھکر حیرانی ہوئی کہ سر عبدالقادر مرحوم نے کیونکر یہ کہا کہ علامہ کی اردو شاعری کا رسالہ ''مخزن'' کے اجرائی کے بعد ہی پبلک طور پر آغاز ہوا تھا ۔ غالباً رسالہ ''معارف'' کی یہ اشاعت موصوف کی نظر سے نہیں گزری ورنہ وہ ایسی بات نہ فرماتے ۔ نظم زیر گفتگو ایک ایسی دریافت ہے کہ اس سے ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ اقبال کی شاعری ''مخزن'' کے اجرائی

۳۔ بانگ درا ۔ مقدمہ

سے بہت پہلے مشاہیر ادب اردو کی نگاہوں میں مقبولیت حاصل کرچکی تھی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو مولوی وحید الدین سلیم جیسا ادیب اور شاعر کبھی بھی ایک مبتدی کی نظم کو اپنے رسالہ کے اول صفحوں میں جگہ نہ دیتا۔ رسالہ ''معارف،، کی ادبی حیثیت کی بلندی سے کس کو انکار ہوسکتا ہے ؟ اس مختصر سی تمہید کے بعد نظم کو نقل کیا جاتا ہے :

شمع ہستی

۱

اے شمع ہستی، اے زندگانی — بھاتی ہے دل کو تیری کہانی
ہے کوچ ہر لمحہ جاری — جاتی ہے بگٹٹ تری سواری
بجلی سے بڑھ کر بے تاب ہے تو — یا واہمہ ہے یا خواب ہے تو
کیوں چپ چپاتے ہردم رواں ہے — آئی کہاں سے جاتی کہاں ہے
ظاہر ہیں یوں تو سب پر ترے گن — لیکن نہ پایا تیرا سر و بن
گزرا نہ کوئی اس ہفت خواں سے — جاہل ہیں تیرے سرّ نہاں سے
فی الجملہ ہمت سب ہار بیٹھے — ہیں سر بزانو ناچار بیٹھے

۲

اے زندگانی اے شمع ہستی — سونی پڑی تھی تجھ بن یہ بستی
چاروں طرف تھی چھائی اندھیری — ناگہ اٹھی اک ڈیک تیری
وہ ڈیک تھی بس نورٌ علیٰ نور — کاہے کو رہتی پردہ میں مستور
پھولوں میں جھلکی تاروں میں چمکی — بخشی جہاں کو رونق ارم کی
ہوتا نہ یاں جو تیرا ٹھکانا — چوپٹ ہی رہتا یہ کارخانا
کیا پھونک ماری دنیا کے تن میں — گویا لگادی دوں خشک بن میں
بزم جہاں میں رونق ہے تجھ سے — اس میکدہ میں رونق ہے تجھ سے

۳

ہے تیرے دم سے اے عالم آرا — بزم عروسی آفاق سارا
سرگرم ہے تو جادوگری میں — ہیں تیرے عشوے خشکی تری میں
مٹی کا جوبن تونے نکھارا — دے دیکے چھینٹے اسکو ابھارا
بے حس کو بخشا احساس تونے — دی مشت گل کو بو باس تونے
تھی بھولی بھالی بھونڈی بہنگم — تونے سکھایا اس کو خم و چم

کرتب سے تیرے سانچے میں ڈھلکر — کندن سی نکلی رنگت بدلکر
ٹھکرا کے تو نے جب کہدیا قم — اٹھ بیٹھی فوراً کرتی تبسم
بھولی ہے اپنی اوقات پہلی — پھرتی ہے خوش خوش کیا اہلی گہلی

۴

پاتی ہے خلقت جب تیری آہٹ — ہوتی ہے پیدا اک گد گداہٹ
مچتا ہے پھر تو اودھم غضب کا — بجتا ہے ڈنکا عیش و طرب کا
کہتی ہے دنیا تو ہے تو کیا غم — تو آئے نت نت تو آئے جم جم
جیتے ہیں جبتک مرتے ہیں تجھ پر — سب کچھ تصدق کرتے ہیں تجھ پر
کیا مال ہے جو تیرے سوا ہے — تو ہی نہو تو سب پر دھتا ہے

۵

اے سبکی پیاری سبکی چہیتی — کہ مہنہ زبانی کچھ آپ بیتی
قدرت کے گھر کی میں لاڈلی ہوں — ناز و نعم سے برسوں پلی ہوں
تقویم احسن میرا لگن ہے — فردوس اعلیٰ میرا وطن ہے
حور و ملک کی آبادیاں تھیں — بے فکریاں تھیں آزادیاں تھیں
چلتی تھی ہر دم باد بہاری — شیروعسل کی نہریں تھیں جاری
میری ادا پر مرتے تھے قدسی — سجدہ پہ سجدہ کرتے تھے قدسی
تکریم میری ہوتی تھی از حد — ہیں داستانیں جسکی زبان زد
پھر دیس چھوٹا گزری سوجھیلی — پردیسیوں کا اللہ بیلی
پل مارنے کا ہے یاں بسیرا — حب وطن ہے ایمان میرا

٦

آب وہوا میں دشت و جبل میں — میری رسائی ہے ہر محل میں
لیکن یہاں میں خلوت نشیں ہوں — ہوں اس طرح پر گویا نہیں ہوں
خواب گراں کی حالت ہے طاری — مستی میں گم ہے سب ہوشیاری
جب آتے آتے سبزہ میں آئی — کروٹ بدلکر میں لہلائی
انگڑایاں لیں منہ کھول ڈالا — پر آنکھ سے کچھ دیکھا نہ بھالا
داخل ہوئی جب حیواں کے تن میں — اک شور اٹھا اس انجمن میں
انساں کا جامہ جب میں نے پہنا — اللہ رے میں کیا میرا کہنا
کس کس جتن سے میں نے بنایا — رتبہ بہ رتبہ پایہ بپایہ

جامد کو نامی، نامی کو حیواں — حیواں کو وحشی، وحشی کو انساں
پھیلایا میں نے کیا کیا بکھیڑا — شادی و غم کے آرگن کو چھیڑا؟
نیکی بدی کے میلے جمائے — جھوٹ اور سچ کے سکے چلائے
جو ناچ میں نے جس کو نچایا — وہ ناچتے ہی اس کو بن آیا
القصہ ہوں میں وہ اسم اعظم — ہے جس کے بس میں تسخیر عالم
کچھ کچھ کھلے ہیں انداز میرے — دیکھے ہیں کس نے اعجاز میرے
مجھکو نہ سمجھو تم آجکل کی — ہوں موج مضطر بحر ازل کی
رکھونگی جاری یونہی سفر میں — قصر ابد کی لونگی خبر میں
ہے میری ہستی اک طرفہ مضموں — کچھ بھی نہیں ہوں پر میں ہی میں ہوں

سنتے رہو گے میری کہانی
جب تک ہے باقی دنیائے فانی

اگرچہ یہ نظم علامہ اقبال کے ابتدائی دور کی یادگار ہے، لیکن یہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ علامہ کا طرز سخن شروع ہی سے کسقدر دقت پسند اور بالغ نظر تھا۔

Iqbal Cyber Library.Net
All rights reserved.
©2002-2006